روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10
الفضل
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
پیر 13 جون 2011ء 10 رجب 1432 ہجری 13 /احسان 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 134

مقدس مسجد

یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو زیادہ حقدار ہے کہ تو اس میں (نماز کے لئے) قیام کرے۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ وہ پاک ہو جائیں اور اللہ پاک بننے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (سورۃ التوبہ آیت 108)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی شخص ہے، جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے، وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھا دے کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شے مجھ پر غالب نہیں آ سکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں، وہی مؤید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے لئے جوش نہیں رکھتے۔ ان کی نمازیں جھوٹی ہیں اور ان کے سجدے بے کار ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو۔ یہ سجدے صرف منتر جنتر ٹھہریں گے۔ جن کے ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔ یاد رکھو کہ جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو، فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے۔ ایسا ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے، جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے اور ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے گزرتے ہیں اور کوئی دوسرا شخص ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ جب تک کیفیت نہ ہو انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ گویا خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس کے لئے جوش نہ ہو کوئی لذت نہیں دے گا۔

ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک تمنا ہوتی ہے، لیکن کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ ساری تمناؤں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مقدم نہ کر لے۔ ولی قریبی اور دوست کو کہتے ہیں۔ جو دوست چاہتا ہے، وہی یہ چاہتا ہے۔ تب یہ ولی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) (الذاریات: 57) انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش رکھے۔ تب وہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائے گا اور خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے بن جائے گا۔ مردوں میں سے نہیں ہونا چاہئے کہ مردہ کے منہ میں ایک شے ایک طرف سے ڈالی جاتی ہے، تو دوسری طرف سے نکل آتی ہے۔ اسی طرح شقاوت کی حالت میں کوئی اچھی چیز اندر نہیں جا سکتی۔ یاد رکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ذاتی جوش نہ ہو۔ جس کے ساتھ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو اور ایسا جوش ہو کہ خود بھی نہ جان سکے کہ یہ جوش مجھ میں کیوں ہے۔ بہت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بکثرت پیدا ہوں مگر سوائے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے کچھ ہو نہیں سکتا۔ (ملفوظات جلد اول ص 262)

نماز کے ذریعہ خلافت سے تعلق پیدا ہوگا

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:۔

”ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ رکھیں اور عبادت کا جو بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے وہ پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ...... (طٰہٰ: 15) یقیناً مَیں ہی اللہ ہوں، میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ میری عبادت اور میرا ذکر نماز کو قائم کرنے سے ہی ہوگا۔ اور نماز کو قائم کرنا یہ ہے کہ باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھی جائے اور مردوں کے لئے حکم ہے کہ باجماعت نماز پڑھی جائے۔ عورتیں تو نماز گھر میں پڑھ سکتی ہیں۔...... ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی بہت زیادہ حفاظت کرنی چاہئے۔ جو بھی حالات ہوں، نمازوں کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ اگر آپ نماز پڑھنے والے ہوں گے تو خدا تعالیٰ سے آپ کا براہ راست تعلق پیدا ہوگا۔ نہ آپ کو کسی اور وظیفہ کی ضرورت ہے، نہ کسی اور ورد کی ضرورت ہے، نہ کسی پیر فقیر کے پاس جانے کی ضرورت ہے۔ نماز کو ہی اپنا وظیفہ اور ورد بنا لیں۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 213)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

صبر کی سائنسی اور طبی حکمتیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔ (لقمٰن: 18)

قرآن کریم میں بار بار مختلف پیرایوں میں صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دنیا میں انسان کو مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جب صبر کے وصف کے ظاہر ہونے کا موقع آتا ہے۔ ایک عام قسم کا صدمہ جس سے زندگی میں تقریباً ہر شخص کو دوچار ہونا پڑتا ہے، وہ اپنے کسی عزیز، دوست یا پیارے کی موت کا صدمہ ہے۔ یہ موت اچانک بھی ہو سکتی ہے اور ایک لمبی علالت کے بعد بھی ہو سکتی ہے اور مختلف طبائع اس صدمہ سے دوچار ہونے کے وقت مختلف قسم کا ردعمل دکھاتے ہیں۔ گو کہ افسوس تو تقریباً سب کو ہوتا ہے لیکن کچھ کا صدمہ شدید ردعمل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کچھ صدمہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہیں۔ کچھ چند دنوں کے لئے صدمہ کی کیفیت میں جاتے ہیں اور کچھ کمزور طبع ایسے ہوتے ہیں جو ایک لمبے عرصہ کے لئے صدمہ کی حالت میں رہتے ہیں اور خود بھی مسائل کا شکار ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی مسائل پیدا کرتے ہیں۔ ایسے مواقع کے لئے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد پیش نظر رہنا چاہئے۔

جب حضرت ام حبیبہؓ کے والد کا انتقال ہوا تو آپ نے تیسرے دن خوشبو منگوا کر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس خوشبو کی ضرورت نہیں تھی، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ کسی بھی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ وہ شوہر کے علاوہ کسی کا سوگ تین روز سے زائد منائے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز باب احداد المراۃ علی غیر زوجھا)

اگرچہ ایسے مواقع پر کسی حد تک افسوس اور صدمہ کی کیفیت پیدا ہونا ایک قدرتی بات ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ ان کا ایک بیٹا قریب المرگ ہے۔ اس لئے آپ تشریف لائیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو سلام بھجوایا اور کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو لے لیا اسی کا تھا اور جو دیا ہے وہ بھی اسی کا ہے۔ ہر چیز اس کی بارگاہ میں وقت مقررہ پر ہوتی ہے۔ اس لئے صبر کریں اور اللہ سے اجر کی توقع رکھیں۔ حضرت زینب نے پھر پیغام بھجوایا۔ آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ بچے کو آپ کے سامنے لے آئے تو اس پر جانکنی کا عالم تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس پر حضرت سعدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت۔)

لیکن آپ ﷺ نے اس افسوس کے اظہار کی کچھ حدود بھی متعین فرمائی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو منہ پیٹے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی چیخ و پکار کرے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب ما ینھی من الویل و دعوی الجاھلیۃ عند المصیبۃ)

ان ارشادات کی دینی، نفسیاتی اور معاشی حکمتیں تو واضح ہیں۔ لیکن سائنس کی موجودہ ترقی کے ساتھ یہ موضوع سائنسی تحقیقات کا مرکز بھی بنا۔ کسی بھی دباؤ یا Stress کی حالت میں انسانی جسم میں کیا کیا ردعمل پیدا ہوتے ہیں۔ جسم کے Hormones کی سطح میں کیا کیا تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں؟ اگر یہ کیفیت شدت اختیار کرے یا طویل ہو جائے تو اس کے صحت پر کیا اثرات پڑیں گے۔ ان سب پر باقاعدہ سائنسی تحقیقات کا آغاز ہوا۔ اور یہ حقائق سامنے آنے لگے کہ دباؤ (Stress) کی حالت میں ہمارے جسم میں مختلف قسم کے غدود معمول سے زیادہ مقدار میں Hormones پیدا کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً Cortisol اور adrenaline معمول سے زیادہ مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تبدیلی دباؤ کی کیفیت سے نمٹنے کے لئے ضروری ہوتی ہے لیکن اگر اس کی شدت ایک حد سے تجاوز کر جائے یا پھر اس کیفیت کا دورانیہ طویل ہو جائے تو پھر ان Hormones کی بڑھی ہوئی مقدار مختلف طرز پر نقصان پہنچانے لگتی ہے۔ لیکن جسم میں ایسا سسٹم بھی موجود ہے جو ان Hormones کے اثر کو قابو کر سکے۔

مثلاً دباؤ (Stress) کی حالت میں دماغ کے اندر موجود Hypothalamus ایک ہارمون CRH پیدا کرتا ہے۔ اور CRH کے زیادہ ہونے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ دماغ کا ایک غدود Pituitary Gland ایک اور ہارمون ACTH زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اور ACTH کا یہ اثر ہوتا ہے کہ گردوں کے اوپر موجود Adrenal Gland زیادہ مقدار میں Cortisol کو پیدا کرنا شروع کرتا ہے۔ اور جیسا کہ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ دباؤ کی حالت میں Cortisol زیادہ مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ جب CRH کی مقدار ایک حد سے زیادہ بڑھنے لگے تو ایک اور ہارمون Neuropeptide Y پیدا ہو کر دماغ کے مختلف حصوں پر CRH کے اثرات کو کنٹرول کرتا ہے۔ اور جب Cortisol ایک اثرات ایک حد سے آگے بڑھنے لگیں تو ایک اور ہارمون DHEA کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور یہ ہارمون Cortisol کے اثرات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(Scientific American March 2011 p 31)

دباؤ کی حالت میں خون میں گردش کرنے والے ہارمون، اس کیفیت کا سامنا کرنے میں مدد دیتے ہیں لیکن اگر یہ کیفیت شدید ہو جائے یا اس کا دورانیہ طویل ہو جائے تو ان Hormones کی بڑھی ہوئی مقدار صحت کو نقصان پہنچانے لگتی ہے اور بہت سی بیماریوں کا باعث بن جاتی ہے۔

تشویشناک بیماریوں کے علاوہ دباؤ کی حالت الرجی، دمہ، ایگزیمہ (Eczema) اور Urticaria کو پیدا کرنے یا اس کی علامات کو شدید کرنے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ ذہنی دباؤ (Stress) کی وجہ سے Migraine (ایک قسم کا سردرد) کی کیفیت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس سے خون کا دباؤ (blood pressure) نارمل سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے اور کم بھی ہو سکتا ہے۔ اس جیسا کہ عام مشاہدہ ہے اس سے اسہال (Diarhea) اور قبض کی تکلیف بھی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ دباؤ کی کیفیت طویل یا شدید ہو جائے تو اس سے نفسیاتی امراض Panic Attacks, Psychotic episodes, Depression اور Anxiety بھی جنم لے سکتے ہیں اور یہ حقیقت تو معروف ہے کہ دباؤ کی طویل کیفیت سے دل کے امراض پیدا ہو سکتے ہیں اور یہ کیفیت بے خوابی کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

دباؤ (Stress) کے عالم میں یہ مسائل اس حالت میں معمول سے زیادہ پیدا ہونے والے ہارمون (Hormones) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اس حالت میں CRH زیادہ مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ اس ہارمون کے زیر اثر جسم میں موجود خلیوں (Cells) جنہیں Mast Cells کہا جاتا ہے، میں سے ایسے کیمیاوی مواد خارج ہوتے ہیں جو کہ ایگزیما اور دمہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ اور یہی ہارمون جب یہ اثر دماغ کے اردگرد موجود جھلیوں میں پیدا کرتا ہے تو اس کی وجہ سے یہاں پر موجود رگیں کچھ پھول جاتی ہیں اور اس کی وجہ وہ سردرد پیدا ہوتی ہے جسے Migraine کہا جاتا ہے۔ اور CRH کی مقدار اوپر جانے کی وجہ سے Panic Attacks اور Psychotic Attacks جیسے نفسیاتی مسائل شروع ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح دباؤ کی حالت میں زیادہ مقدار میں پیدا ہونے والے ہارمون مثلاً CRH, Norepinephrine اور Cortisol کی وجہ سے انسان مسلسل ایسی حالت میں جا سکتا ہے جسے خوف کی حالت کہا جا سکتا ہے۔ اس کے باعث مسلسل تشویش اور اضطراب (Anxiety) کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی بھوک بھی ختم ہو سکتی ہے اور زیادہ کھانے کی عادت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔

اگر بچوں یا کم عمر نوجوانوں میں اس طرح کی کیفیت طویل ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں Growth Hormone کی کمی ہو جاتی ہے اور متاثرہ بچے کی نشوونما پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ اور ان Hormones کے باعث ہڈیاں کمزور ہو سکتی ہیں اور وہ حالت جنم لے سکتی ہے جسے طبی اصطلاح میں Osteopenia اور Osteoporosis کہا جاتا ہے اور بعض اشخاص میں یہ کیفیت ذیابیطس شروع کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔

ان اثرات کا ایک عجیب پہلو یہ ہے کہ ان Hormones کی زیادتی کے باعث جراثیم کے خلاف جسم کی قوت مدافعت کمزور ہوتی ہے۔ اس حالت کے طویل ہونے کے نتیجہ میں معدہ میں Helicobacter Pylori کے جراثیم زیادہ نشوونما پاتے ہیں اور اس کے باعث معدہ میں السر پیدا ہونے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ٹی بی کے خلاف قوت مدافعت منفی طور پر متاثر ہوتی ہے اور فلو ہونے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔

(Stress and Disorders of the Stress System: Nat Review Endocrinol 2009:5(7) 374-381)

چنانچہ اگر مصیبت کے وقت صبر کی ہدایت دی گئی ہے تو اس کی صرف مذہبی یا اخلاقی حکمتیں نہیں تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر رحم کرکے یہ تعلیم دی تا کہ وہ اپنے آپ کو جسمانی مصیبتوں میں مبتلا نہ کریں۔

آنحضرت ﷺ نے جہاں پر صبر کے آداب سکھائے ہیں وہاں پر یہ راہنمائی بھی فرمائی ہے "روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبر تو صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ)

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

محمد طاہر ندیم صاحب۔عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب۔عرب اور احمدیت

(قسط نمبر22)

محترم منیر الحصنی صاحب کی قادیان آمد

مولانا جلال الدین صاحب شمس مربی انگلستان دس سال تک تثلیث کے مرکز میں دعوت الی اللہ کرنے کے بعد 15/اکتوبر 1946ء کو السید منیر الحصنی صاحب امیر جماعت احمدیہ دمشق کے ساتھ قادیان میں تشریف لائے تو اہل قادیان نے ان کا نہایت پرتپاک اور پُر جوش خیر مقدم کیا۔ 16/اکتوبر 1946ء کو ان کے اور السید منیر الحصنی کے اعزاز میں جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے دعوت عصرانہ دی۔ جس میں حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ نے ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 597)

مسئلہ فلسطین اور جماعت احمدیہ

احمدیت کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی عالم اسلام کو دینی روحانی اور حتی کہ سیاسی اعتبار سے مشکلات پیش آئیں تو ان کے دفاع کے لئے اور انکی راہنمائی کے لئے جو پہلی آواز اٹھی وہ یا تو امام جماعت احمدیہ کی آواز تھی یا آپ کی ہدایت کے مطابق افراد جماعت کی آواز تھی۔ اور جب کبھی خطرات لاحق ہوئے تو پہلی آواز جس دردمند دل سے نکلی وہ جماعت احمدیہ کی آواز تھی۔ جہاں احمدیت نے عرب اور اسلامی ملکوں کی آزادی کے حصول میں گرانقدر اور بے لوث خدمات سرانجام دیں وہاں مسئلہ فلسطین اور اس کے حل میں بھی سب سے زیادہ حصہ ڈالا۔ بلکہ اسے سیاسی ہی نہیں ایک دینی مسئلہ قرار دے کر اس کے حل کے لئے ایسی سرتوڑ کوششیں کیں جو جماعت احمدیہ کا خاصہ رہی ہیں۔ مسئلہ فلسطین میں جماعتی کوششوں کے تذکرہ سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کی آگاہی کے لئے اس مسئلہ کا پس منظر بیان کر دیا جائے۔

مسئلہ فلسطین کا پس منظر

فلسطین کو یہودیت کا مرکز بنانے کی تحریک انیسویں صدی کے آخر میں شروع ہوئی جب عالمی صہیونی انجمن کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور ''بیل'' کے مقام پر طے پایا کہ فلسطین میں یہودیوں کا ایک وطن بنایا جائے۔ صیہونی تحریک کے لیڈروں نے پہلے تو سلطان ترکی کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ یہودی وطن کے قیام کی اجازت دی جائے۔ مگر ترکی حکومت نے انکار کر دیا۔ 1903ء میں حکومت برطانیہ نے تجویز پیش کی کہ یہودی کینیا کو اپنا وطن بنالیں۔ لیکن یہودی رضا مند نہ ہوئے۔ 1914ء میں جب پہلی عالمی جنگ چھڑی تو یہودیوں نے جرمنی اور برطانیہ دونوں سے جوڑتوڑ شروع کر دیئے جنگ عظیم کے دوران حالات نے پلٹا کھایا۔ ترک جنگ میں اتحادیوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دے رہے تھے ادھر برطانیہ کو عربوں کی (جو اس وقت ترکی حکومت سے مطمئن نہ تھے) ضرورت محسوس ہوئی۔ انگریزوں نے حسین شریف مکہ کو پیغام بھیجا کہ اگر فلسطین کے عربوں نے جنگ میں ان کا ساتھ نہ دیا تو ترکوں کے عربی مقبوضات آزاد کر دیئے جائیں گے۔ ان مقبوضات میں فلسطین بھی شامل تھا۔ عرب برطانیہ کے داؤ میں آ گئے اور انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ اور جنگ میں ترکوں کے خلاف برسرپیکار ہو گئے۔ کرنل ''لارنس'' کی زیر ہدایت اور عربوں کی مدد سے جنرل ''ایلن بی'' نے 1917ء میں ترکوں کو شکست دے کر یروشلم پر قبضہ کر لیا۔ صیہونی تحریک کے لیڈر بھی خاموش نہیں بیٹھے تھے۔ فلسطین کو اپنا قومی گھر بنانے کی پرانی خواہش ازسرنو تازہ ہوگئی۔ ادھر جنگ کے مصارف کی وجہ سے انگریزوں کو یہودی سرمایہ کی سخت ضرورت تھی نتیجہ یہ ہوا کہ اسی سال برطانوی وزیر امور خارجہ لارڈ ''بلفور'' اور یہودی لیڈر لارڈ ''روسچائلڈ'' کے مابین ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کے ذریعہ طے پایا کہ یہودی جنگ میں برطانیہ کی مدد کریں اس کے عوض برطانیہ اختتام جنگ پر فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنا دے گا۔ یہ معاہدہ 1920ء یعنی اختتام جنگ کے ایک سال بعد تک خفیہ رکھا گیا۔ جنگ کے بعد تھوڑے عرصہ تک سکون رہا۔ 1920ء میں فلسطین کی باگ ڈور مجلس اقوام کی زیرنگرانی برطانیہ کے سپرد ہوئی۔ عربوں کو کامل یقین تھا کہ عنقریب فلسطین ایک آزاد ملک ان کے سپرد کر دیا جائے گا۔ مگر 1920ء میں پہلی بار محسوس ہوا کہ برطانیہ کسی صورت میں ان کو فلسطین کا اقتدار سونپنے کیلئے آمادہ نہیں ہے۔ اس عرصہ میں یہودی لوگ کافی تعداد میں فلسطین پہنچ چکے تھے۔ اور اس وقت سے ہی علاقہ میں گڑبڑ شروع ہوگئی تھی۔ یہودی اعلانیہ طور پر فلسطین کو اپنا ملک بنانے پر مصر تھے۔ عرب جو پہلے ہی مضطرب بیٹھے تھے مزید بھڑک اٹھے۔ یہودیوں کی بڑھتی ہوئی درآمد نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ اور ملک میں فسادات کا دور دورہ شروع ہوگیا۔

1924ء میں حالات انتہائی نازک حالت تک پہنچ گئے۔ بغاوت فرو کرنے کے لئے انگریز فوجیں منگائی گئیں اور وقتی طور پر ہنگاموں پر قابو پالیا گیا۔ مگر 1933ء اور 1936ء میں دوبارہ شدید فسادات اٹھ کھڑے ہوئے۔ بہت کچھ مالی و جانی نقصان ہوا۔ برطانوی مدبرین کا خیال تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد عرب اور یہودی شیر وشکر ہو جائیں گے لیکن اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی۔ 15 سال کے کشت وخون کے بعد جب حالات قابو سے باہر نظر آنے لگے تو برطانیہ نے نومبر 1936ء میں لارڈ ''پیل'' کی صدارت میں ایک شاہی کمیشن نامزد کر دیا۔ جس نے حالات کا مطالعہ کر کے جولائی 1937ء میں اپنی رپورٹ اور اپنی سفارشات پیش کر دیں۔ ''پیل'' کمیشن نے اعتراف کیا کہ عرب اور یہودی دونوں سے وعدہ خلافی اور ناانصافی کی گئی ہے۔ جس کا حل اس نے یہ پیش کیا کہ ملک کے حصے بخرے کر دیئے جائیں۔ ایک علاقہ جو سب سے زرخیز اور تجارتی مرکز تھا اور جس میں وہاں کی صرف ایک ہی کارآمد بندرگاہ حیفا بھی شامل تھی یہودیوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اور فلسطین کا بیشتر حصہ جو عموماً ریتلا صحرا اور بنجر ہے عربوں کو دے دیا جائے۔ نیز سفارش کی کہ باقی مقامات مقدسہ یروشلم اور درمیانی علاقہ پر انگریزی حکومت کی عملداری رہے۔ عرب اور یہود دونوں نے اس تجویز کی سخت مذمت کی اور فلسطین میں یکا یک فریقین کی طرف سے ملک گیر اور منظم فسادات اٹھ کھڑے ہوئے۔ عربوں کا نشانہ پہلے تو یہودی ہوا کرتے تھے۔ مگر پھر انگریزی فوجوں پر یورش شروع کر دی گئی۔ متعدد برطانوی فوجی بیڑے حیفا اور جافا پہنچ گئے۔ اور ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ حریت پسند عرب لیڈر گرفتار کئے گئے۔ مجلسیں توڑ دی گئیں اور عرب دیہات نہ صرف تعزیری چوکیوں سے زیر بار کر دیئے گئے بلکہ ہوائی جہازوں سے ان پر گولہ باری کی گئی۔ ان حالات نے صورتحال بدل دی، ملک کے حصے بخرے کرنے کی سکیمیں وقتی طور پر معرض التواء میں پڑ گئیں۔ اور پیل کمیشن کی رپورٹ پر غور کرنے کیلئے ایک اور کمیشن ''ووڈ ہڈ'' کمیشن مقرر ہوا۔ مگر عرب نہ مطمئن ہو سکتے تھے نہ ہوئے۔

اب برطانوی حکومت نے مفاہمت کے لئے ایک نئی تجویز سوچی اور وہ یہ کہ لندن میں عربوں اور یہودیوں کی ایک مشترکہ کانفرنس کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ کانفرنس فروری 1939ء میں بمقام لندن منعقد ہوئی جس میں سعودی عرب، مصر اور عراق کے مندوبین نے شرکت کی۔ مگر یہ بھی ناکام ہوگئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 553 تا 555)

عرب زعماء بیت فضل لندن میں

فروری 1939ء کی یہی کانفرنس تھی جس میں شریک ہونے والے عرب نمائندگان جن میں مکہ مکرمہ کے وائسرائے اور فلسطین، عراق اور یمن کے نمائندوں کے اعزاز میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس مبشر لندن نے ایک پارٹی دی۔ جس میں شہزادہ فیصل، شیخ ابراہیم سلمان رئیس النیابۃ العامۃ، شیخ حافظ وہبہ، عونی بیک الہادی، القاضی علی العمری اور القاضی محمد الشامی وغیرہ مندوبین کانفرنس نے شرکت کی۔

اس موقعہ پر امیر فیصل اور دوسرے عرب نمائندگان کے نام بذریعہ تاربرقی جو پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ارسال فرمایا وہ اگرچہ پہلے مولانا جلال الدین صاحب شمس کی مساعی کے تذکرہ کے دوران درج ہو چکا ہے تاہم یہاں پر مضمون کے تسلسل اور قارئین کی یاد دہانی کے لئے دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا:

''میری طرف سے ہز رائل ہائنس امیر فیصل اور فلسطین کانفرنس کے ڈیلیگیٹوں کو خوش آمدید کہیں۔ اور ان کو بتا دیں کہ جماعت احمدیہ کامل طور پر ان کے ساتھ ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی عطا کرے۔ اور تمام عرب ممالک کو کامیابی کی راہ پر چلائے اور ان کو مسلم ورلڈ کی لیڈر شپ عطا کرے۔ وہ لیڈر شپ جو ان کو اسلام کی پہلی صدیوں میں حاصل تھی''۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 556-557)

مسئلہ فلسطین پر چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی تقریر

یوں تو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے مسئلہ فلسطین پر بہت سے انٹرویوز اور لیکچرز دیئے، لاتعداد بیانات اور مشورے دیئے لیکن ہم ذیل میں دو تقاریر پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا نے ''مسئلہ فلسطین'' کے مضمون پر وائی ایم سی اے ہال لاہور میں 27 جنوری 1946ء کو ایک نہایت اہم اور معلومات افزا تقریر فرمائی۔ جلسہ کا اہتمام نوجوانان احمدیت کی بین الکلیاتی تنظیم ''احمدیہ انٹرکالجیٹ ایسوسی ایشن'' نے کیا اور صدارت کے فرائض جناب ڈاکٹر ای۔ ڈی لوکس وائس پرنسپل ایف سی کالج لاہور نے انجام دیئے۔

اخبار ''انقلاب'' (لاہور) نے اس تقریر کا

ملخص حسب ذیل الفاظ میں شائع کیا۔

''برطانیہ اور امریکہ یہودی سرمایہ کے اثر کے باعث آزادانہ طور پر کوئی اقدام نہیں کر سکتے ۔ سیاسی حلقہ میں بھی یہودیوں کا اثر کم نہیں ہے ۔ موجودہ پارلیمنٹ کے دارالعوام میں 25 یہودی ممبر ہیں ۔ دو یہودی وزیر اور ایک یہودی سیکرٹری آف سٹیٹ، اسی طرح امریکہ میں بھی وہ ملک کی سیاسی مشین پر اثر انداز ہیں۔

یہ سوال کہ کیا فلسطین ان ملکوں میں شامل تھا جن کے بارے میں گزشتہ جنگ کے آغاز میں حکومت برطانیہ نے عربوں کو آزادی کا یقین دلایا تھا، آج تیس سال کے بعد بھی حل نہیں ہو سکا۔ فلسطین میں گزشتہ 21 سال کی بدامنی اور ناخوشگوار حالات کے باوجود حکومت برطانیہ اس مسئلہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔ پہلی عالمگیر جنگ سے موجودہ وقت تک فلسطین کی سیاسیات کا جائزہ لینے کے بعد سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کہا کہ فلسطین کے عرب حسب ذیل چار وعدوں کی بناء پر جو کہ حکومت برطانیہ نے ان سے کئے تھے ۔ فلسطین میں ایک عرب ریاست کے قیام کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اول: پہلی عالمگیر جنگ کے شروع میں برطانیہ نے جن عرب ممالک سے آزادی کا وعدہ کیا تھا فلسطین بھی ان میں شامل تھا۔

دوئم: حکومت برطانیہ نے اپنے پہلے وعدے کو اس اعلان سے مضبوط کیا کہ جنگ کے بعد عرب ممالک میں وہاں کے لوگوں کے مشورہ کے بغیر کوئی حکومت قائم نہیں کی جائیگی۔

سوئم: ''بالفور'' اعلان کا یہ مفہوم نہیں تھا جو یہودی اخذ کرتے ہیں کہ فلسطین میں ایک یہودی ریاست قائم کی جائے گی۔

چہارم: عربوں کا مطالبہ ہے کہ 1939ء کا قرطاس ابیض ایک قسم کا آخری فیصلہ تھا اور یہودی اس کی مخالفت میں حق بجانب نہیں ہیں۔

سر محمد ظفر اللہ خان نے شریف مکہ اور مصر میں برطانوی ہائی کمشنر کے مابین عرب ممالک کی آزادی کے بارے میں خط و کتابت کا بتفصیل ذکر کرتے ہوئے کہا کہ شریف مکہ نے مطالبہ کیا تھا کہ جنگ کے اختتام پر عرب ممالک کو آزاد کیا جائے اور کہا تھا کہ عربوں کا یہ مطالبہ ان کی زندگی کا جزو اعظم بن چکا ہے اور اس میں کسی قسم کا ردو بدل نہیں ہو سکتا۔ حکومت برطانیہ نے ہائی کمشنر کی معرفت اس مطالبہ کو پورا کرنے کا یقین دلایا تھا۔ آج عرب اسی خط و کتابت کی بناء پر فلسطین کی آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ فلسطین بھی ان ممالک میں شامل تھا جن کے بارے میں شریف مکہ نے حکومت برطانیہ سے ضمانت مانگی تھی۔

فلسطین میں یہودیوں کے قیام کے متعلق دیگر عرب ممالک کے ردّ عمل کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ عرب یہودیوں کے نام سے متنفر ہیں ان کا خیال ہے کہ اگر فلسطین میں یہودیوں کی ریاست قائم ہوگئی تو پھر وہ ہمسایہ عرب ممالک سے بھی مزید علاقوں کا مطالبہ کریں گے اور نئی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔

اگرچہ یہودی اس امر کا یقین دلائیں بھی کہ وہ عربوں کے مفاد کی حفاظت کریں گے پھر بھی باہمی فساد کا جذبہ اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ کسی مفاہمت کی کوئی امید نہیں۔ یہودی اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اگر ممکن ہو سکے تو طاقت کے استعمال سے یہودی ریاست قائم کریں گے۔

سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کہا کہ فلسطین کی 17 لاکھ پچاس ہزار کی کل آبادی میں چھ لاکھ اور پچاس ہزار یہودی ہیں اور وہ ملک کی اقتصادی زندگی پر چھائے ہوئے ہیں اور اگر یہودیوں کا فلسطین میں داخلہ بند بھی کر دیا گیا تو وہ سیاسی اور اقتصادی طور پر عربوں کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ بنا رہے ہیں۔ ہم صورت حال سے بخوبی آگاہ ہیں اور اس خطرہ کو مٹانے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

(الفضل 31 جنوری 1946ء صفحہ 6 تاریخ احمدیت جلد نمبر 10 صفحہ 568)

چوہدری صاحب کی دوسری فاضلانہ تقریر

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے 9 دسمبر 1947ء کو گورنمنٹ کالج لاہور میں ایک فاضلانہ خطاب فرمایا جس میں مسئلہ تقسیم فلسطین کی سازش پر مفصل روشنی ڈالی۔ اس تقریر کا ملخص اخبار ''نوائے وقت'' نے درج ذیل الفاظ میں شائع کیا:۔

ادارہ اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے قائد چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں نے آج مسئلہ فلسطین کے تمام پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی۔ انہوں نے ادارہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں تقسیم فلسطین کے فیصلہ کو سخت نا منصفانہ قرار دیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں تقریر کرتے ہوئے سر ظفر اللہ نے سخت افسوس ظاہر کیا کہ امریکی حکومت نے چھوٹی چھوٹی طاقتوں کے نمائندگان پر ناجائز دباؤ ڈال کر تقسیم فلسطین کے حق میں فیصلہ کرا لیا۔ سر ظفر اللہ نے کہا کہ امریکہ کی انتخابی سیاسیات نے فلسطین کو ایک مہرہ بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ سرزمین فلسطین کی مجوزہ یہودی ریاست میں نہ صرف ایک مضبوط عرب اقلیت ہمیشہ کے لئے یہودیوں کی غلام بن جائے گی بلکہ ملک کی اقتصادیات پر بین الاقوامی کنٹرول قائم ہو جائے گا جو قطعاً غیر قانونی حرکت ہے۔

چوہدری سر محمد ظفر اللہ نے بتایا کہ کس طرح امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے یہودی اثر کے ماتحت چھوٹی چھوٹی اقوام پر ناجائز دباؤ ڈالا اور دو تین فیصلہ کن ووٹ حاصل کر لئے جس کے مطابق ادارہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں فلسطین کی تقسیم کا نا منصفانہ فیصلہ ہوا۔

سر ظفر اللہ نے بتایا کہ 26 نومبر کو ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں اور مخالف فریق کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا تھا لیکن عین آخری وقت رائے شماری بلاوجہ 28 نومبر پر ملتوی کر دی گئی تا کہ دوسرے ممالک پر دباؤ ڈال کر فلسطین کے متعلق ان کا رویہ تبدیل کیا جا سکے۔ چنانچہ جب ہیٹی کے مندوب نے رائے شماری کے بعد مجھ سے ملاقات کی تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور اس نے افسوس ظاہر کیا کہ اسے آزادی کے ساتھ ووٹ دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اکثر ایسے مندوبین نے جنہوں نے تقسیم فلسطین کے حق میں ووٹ ڈالے یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے نہایت مجبوری کے عالم میں تقسیم فلسطین کے حق میں ووٹ ڈالے اور اسی میرٹ میں تقسیم فلسطین کا فیصلہ ہوا''

''سر ظفر اللہ نے بتایا کہ جنرل اسمبلی میں کس طرح شروع میں عربوں کو تقسیم فلسطین کی سکیم کے استرداد کا یقین تھا لیکن بعد ازاں زبردست سازشیں کی گئیں کہ عربوں کی حامی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا۔ صدر اسمبلی نے رائے شماری کو 26 نومبر سے 28 نومبر پر ملتوی کر دیا۔ دریں اثناء امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے بعض مندوبین پر ان کی حکومتوں کی مدد سے دباؤ ڈالا اور عربوں کے حامی 17 مندوبین میں سے 4 مندوب دوسرے فریق سے جا ملے۔ لائبیریا کے نمائندے نے اعتراف کیا کہ واشنگٹن میں ان کے سفیر نے انہیں تقسیم فلسطین کی حمایت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہیٹی کے نمائندے نے ہمیں افسوس کے ساتھ بتایا کہ وہ اپنی حکومت کی تازہ ہدایات کے ماتحت اب تقسیم فلسطین کے حق میں ووٹ دینے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اس طرح بالآخر تقسیم فلسطین کے حق میں امریکی اور یہودی سازش کامیاب ہوگئی اور فلسطین کا فیصلہ کر دیا گیا''

(نوائے وقت 11 دسمبر 1947ء صفحہ 6)

اقوام متحدہ میں چوہدری صاحب کا مؤثر دفاع

ان واقعات میں سے ایک اہم اور قابل ذکر واقعہ احمدیت کے مایۂ ناز فرزند چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی اقوام متحدہ میں مسئلہ فلسطین سے متعلق وہ پُر شوکت تقریر ہے جو آپ نے پاکستانی وفد کے لیڈر کی حیثیت سے فرمائی۔

چوہدری صاحب نے فلسطینی مسلمانوں کا مسئلہ کس مؤثر رنگ میں پیش کیا اس کا اندازہ لگانے کے لئے اخبار ''نوائے وقت'' میں شائع شدہ دو خبروں کا مطالعہ کافی ہوگا:۔

(پہلی خبر) ''سر ظفر اللہ کی تقریر سے اقوام متحدہ کی کمیٹی میں سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ امریکہ، روس اور برطانیہ کی زبانیں گُنگ ہو گئیں۔

لیک سس:۔ 10 اکتوبر۔ رائٹر کا خاص نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ اقوام متحدہ کی کمیٹی میں جو فلسطینی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بیٹھی تھی کل پاکستانی مندوب سر ظفر اللہ کی تقریر کے بعد ایک پریشان کن تعطل پیدا ہو چکا ہے اور جب تک امریکہ اپنی روش کا اعلان نہ کر دے دیگر مندوبین اپنی زبانیں کھولنے کے لئے تیار نہیں۔ امریکن نمائندہ جو اس دوران میں ایک مرتبہ بھی بحث میں شریک نہیں ہوا اس وقت تک بولنے کے لئے آمادہ نہیں جب تک کہ صدر ٹرومین وزیر خارجہ مسٹر جارج مارشل اور خود وفد ایک مشترکہ اور متفقہ حل تلاش نہ کر لیں۔

کمیٹی میں کل کی بحث میں کمیٹی کے صدر ڈاکٹر ہربرٹ ایوات (آسٹریلیا) نے بہت پریشانی اور خفت کا اظہار کیا جب بحث مقررہ وقت سے پہلے ہی آخری دموں پر پہنچ گئی اور امریکن مندوب اس طرح خاموش بیٹھا رہا گویا کسی نے زبان سی دی ہو۔ اقوام متحدہ کے تمام اجلاس میں یہ واقعہ اپنی نظیر آپ ہے۔

پاکستانی مندوب نے ایک لفظ میں دوسرے مندوبین کے واردات قلب کا اظہار کر دیا جب اس نے اُکتا کر یہ مشورہ دیا کہ چونکہ بعض سرکردہ مندوبین تقریر کرنے سے واضح طور پر ہچکچا رہے ہیں اس لئے فلسطین پر عام بحث فوراً بند کر دی جائے۔ امریکن وفد دو دن سے اس بحث میں مبتلا ہے کہ اسے کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے لیکن ابھی تک وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکا ہے۔ وفد کے ایک رکن نے دریافت کرنے پر بتانے سے گریز کیا کہ امریکن صدر مقام میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ مندوبین جس طرح اس مسئلہ پر اب تک اظہار خیال کرتے رہے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکالنے کی کافی وجوہات ہیں کہ مندوبین میں نہ صرف عرب اور یہودی مطالبات اور دلائل کی صحت اور حقانیت کے بارہ میں ہی عارضی اختلافات ہیں بلکہ بعض مندوبین کو اس امر کا بھی احساس ہے کہ روس سے متعلق امریکہ کی موجودہ حکمت عملی کے لئے عربوں کی حمایت اور ہمدردی انتہائی اور فیصلہ کن اہمیت رکھتی ہے۔

روس نے بھی ابھی تک اس مسئلہ پر اپنی روش کا اظہار نہیں کیا ہے۔ امریکہ کی خاموشی کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہ روس کو اپنی خاموشی سے تھکا کر بولنے پر مجبور کرنا چاہتا ہے اور خود سب سے آخر میں تقریر کرنا چاہتا ہے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ فلسطینی مسئلہ اب بری طرح روس اور امریکہ کی

باہمی کشمکش میں الجھ جائے گا۔(رائٹر)

(نوائے وقت 12/ اکتوبر 1947ء صفحہ 1)

دوسری خبر

''فلسطین کے متعلق سر ظفر اللہ کی تقریر سے دھوم مچ گئی۔ عرب لیڈروں کی طرف سے سر ظفر اللہ خاں کو خراج تحسین

نیویارک۔10/ اکتوبر مجلس اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں سر محمد ظفر اللہ خاں رئیس الوفد پاکستان نے جو تقریر کی وہ ہر لحاظ سے افضل و اعلیٰ تھی۔ آپ تقریباً 115 منٹ بولتے رہے۔ اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ جب آپ تقریر ختم کر کے بیٹھے تو ایک عرب ترجمان نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ فلسطین پر عربوں کے معاملہ کے متعلق یہ ایک بہترین تقریر تھی۔ آج تک میں نے ایسی شاندار تقریر نہیں سنی۔

سر محمد ظفر اللہ خاں نے اپنی تقریر میں زیادہ زور تقسیم فلسطین کے خلاف دلائل دینے میں صرف کیا۔ جب آپ تقریر کر رہے تھے تو مسرت وابتہاج سے عرب نمائندوں کے چہرے تمتما اٹھے۔ تقریر کے خاتمے پر عرب ممالک کے مندوبین نے آپ سے مصافحہ کیا اور ایسی شاندار تقریر کرنے پر مبارکباد پیش کی۔ ایک انگریز مندوب نے سر ظفر اللہ کو پیغام بھیجا کہ آپ کی تقریر نہایت شاندار تھی مجھے اس کی نقل بھیجئے میں انہماک سے اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔

(نوائے وقت 12/ اکتوبر 1947ء صفحہ 2)

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے اس تاریخی خطاب نے اقوام عالم کے سامنے فلسطینی مسلمانوں کا مسئلہ حقیقی خدوخال کے ساتھ نمایاں کر دیا اور متعدد ممالک نے تقسیم فلسطین کے خلاف رائے دینے کا فیصلہ کر لیا لیکن بعد میں انہوں نے دنیا کی بعض بڑی طاقتوں کی طرف سے دباؤ میں آکر اپنی رائے بدل لی اور 30 نومبر 1947ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کو عرب اور یہودی دو علاقوں میں تقسیم کرنے کی امریکی روسی قرارداد پاس کر دی۔

چوہدری صاحب کے خطاب کی پذیرائی

مسٹر ''الفرڈ لنتھل'' نے اپنی کتاب ''What price Israel'' میں جو ''ہنری ویگزی'' کمپنی شکاگو نے شائع کی لکھا ہے کہ ''پاکستان کے مندوب نے تقسیم کی تجویز کے خلاف عربوں کی طرف سے زبردست جنگ لڑی۔ انہوں نے کہا فلسطین کے بارہ لاکھ عربوں کو اپنی مرضی کی حکومت بنانے کا حق چارٹر میں دیا گیا ہے ادارہ اقوام متحدہ صرف ایسی مؤثر شرائط پیش کر سکتا ہے جس سے فلسطین کی آزاد مملکت میں یہودیوں کو مکمل مذہبی، لسانی، تعلیمی اور معاشرتی آزادی حاصل ہو۔ اس کے لئے عربوں پر کوئی اور فیصلہ مسلط نہیں ہو سکتا (صفحہ 17) نیز لکھا ''جنرل اسمبلی میں پاکستانی نمائندے کی خطابت جاری رہی ''مغربی طاقتوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ کل انہیں مشرق وسطی میں، دوستوں کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ان ملکوں میں اپنی عزت اور وقار تباہ نہ کریں۔ جو لوگ لسانی دوستی کے زبانی دعوے کرتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ اپنے دروازے بے گھر یہودیوں پر بند کئے ہوئے ہیں اور انہیں اصرار ہے کہ عرب فلسطین میں یہودیوں کو نہ صرف پناہ دیں بلکہ ان کی ایک ایسی ریاست بھی بننے دیں جو عربوں پر حکومت کرے''۔

(ص 19-18)

فلسطین کے متعلق سیدنا المصلح الموعود کے دو معرکۃ الآراء مضامین

اگر کشمیر پاکستان کے لئے رگ جان کی حیثیت رکھتا ہے تو فلسطین پورے عالم اسلام کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔

مسئلہ فلسطین یکم دسمبر 1947ء کو ایک نئے مرحلہ میں داخل ہوا جبکہ امریکہ اور روس دونوں کی متفقہ کوشش سے جنرل اسمبلی نے تقسیم فلسطین کا ظالمانہ فیصلہ کر دیا۔

سیدنا المصلح الموعودؓ نے تقسیم فلسطین کے پس منظر کو بے نقاب کرنے کیلئے دو معرکۃ الآراء مضامین لکھے۔ جن میں سے ایک فیصلہ تقسیم سے قبل 28 نومبر کو شائع ہوا۔ اور دوسرا دس روز بعد 11 دسمبر کو۔ حضور نے ان مضامین میں نہایت شرح و بسط و دلائل سے ثابت کیا کہ یہودیوں کی فلسطین میں آبادی روس، امریکہ اور برطانیہ تینوں کی پرانی سازش کا نتیجہ ہے۔ گو یہ طاقتیں اپنی سیاسی اغراض کے لئے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار نظر آتی ہیں مگر مسلم دشمنی کے مقصد میں سب مشترک ہیں۔ ''عربوں اور مسلمانوں سے کسی کو ہمدردی نہیں ہے۔ مسلمان صرف اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے''۔

(الفضل 28 نومبر 1947ء صفحہ 4 تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 333)

اس ضمن میں حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ''فلسطین کا معاملہ اسلامی دنیا کے لئے ایک نہایت ہی اہم معاملہ ہے ایک ہی وقت میں پاکستان، انڈونیشیا اور فلسطین کی مصیبتیں مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تشویشناک صورت پیدا کر رہی

باقی صفحہ 6 پر

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب

میٹرک پاس کرنے والے طلبہ کے لئے مفید مشورے

جن نوجوانوں نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ ان میں سے اکثریت تازہ تازہ خدام الاحمدیہ کے رکن بنے ہیں۔ وہ آج کل عام فہم زبان میں فارغ ہیں۔ حضرت مصلح موعود احمدی نوجوانوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ فارغ نہیں رہتے۔ چونکہ کالج میں داخلے تو اگست کے آخری ہفتے میں ہوں گے اس لئے درمیانی عرصے کیلئے انہوں نے ضرور کچھ پروگرام بنائے ہوں گے یا بنا رہے ہوں گے۔ وہ جنہوں نے جامعہ احمدیہ جانے کا ارادہ کر لیا ہے وہ میرے مخاطب نہیں۔ وہ تو کامیاب ہوگئے۔ اس ضمن میں چند مشورے تجویز ہیں تا ان پہ غور کریں۔ اور نسبتاً فارغ وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

اول تو یہی ہے کہ اس بات کا تہیہ کریں کہ آنے والے دنوں میں فجر کی نماز بیت الذکر میں ادا کرنی ہے۔ گھر آکر تلاوت کرنی ہے۔ خوش الحانی سے۔ جتنا اپنے لئے پسند کریں ''دو رکوع'' یا اس سے زیادہ لیکن اتنی تلاوت ہر روز کریں۔ ترجمہ بھی پڑھنا ہے۔

یہ وقت ہے غور و فکر، دعاؤں سے فیصلہ کرنے کا کہ آپ نے مستقبل میں کیا بننا ہے۔ کیا کرنا ہے اور فیصلہ اپنی منزل کے تعین کا۔ کیونکہ جس کی منزل نہیں وہ دائرے میں سفر کرتا ہے اس چوکیدار کی طرح جو صبح سے شام تک کتنے کوس چلتا ہے لیکن وہیں کھڑا ہے۔ یہ دن اس کی تیاری کیلئے مناسب لائحہ عمل تیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کے ہیں۔ درحقیقت ایسا سنہری وقت زندگی میں پھر نہیں آئے گا۔ جب آپ پر کوئی دباؤ نہیں۔ آپ مکمل طور پر اپنی مرضی کے تابع اپنے اس وقت کو ایسا فیصلہ کرنے کیلئے خرچ کرنے جارہے ہیں جو دور رس نتائج پہ منتج ہوگا۔ والدین سے، کیریئر پلاننگ سیل سے، کسی دوست سے، جس سے مناسب سمجھیں مشورہ بے شک لیں لیکن آخر طے خود کریں کہ میں نے یہ کرنا ہے۔ حقائق پر مبنی ہو، خوش فہمی یا سنی سنائی پہ انحصار نہ ہو۔ آج کے حالات میں قابل عمل بھی ہو۔ ماضی میں آپ کی تعلیم میں کارکردگی آپ سے تو چھپی ہوئی نہیں۔ اس کو بنیاد بنائیں۔ اگر آپ نے چھٹی سے دسویں تک 33 نمبر لیکر میتھس میں پاس ہوتے رہے ہیں تو انجینئرنگ یا میتھس کے مضامین کے ساتھ میں داخلہ لے کر فیل ہونے کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ کیا آپ نے پہلے محنت نہیں کی تھی اور یہ محنت ہی کا نتیجہ ہے کہ اس مضمون میں پاس ہو سکے۔ حقائق سے منہ نہ موڑیں۔ مان جائیں۔ آپ کو حساب نہیں آتا۔ بہت سے لوگوں کو نہیں آتا۔ ایسے نوجوان جن کے سائنس مضامین کمزور ہوں۔ اردو اچھی ہو۔ انگریزی بھی تسلی بخش ہو۔ انہیں آرٹس مضامین لینے میں کیا روک ہے۔ وکیل بنیں۔ جج بنیں۔ سی ایس پی بنیں۔ بہت پروفیشن ہیں اور بے شمار لوگ ہیں جنہوں نے میتھس کے بغیر نہایت قابل تحسین کام کئے۔

ہمارے معاشرے میں لارڈ میکالے کے تعلیمی نظام کا بہت دخل ہے۔ اگرچہ وہ نظام انگریز نے اپنی نظام حکومت کو مستحکم کرنے کیلئے بنایا تھا۔ اور اس کا مقصد ہندوستانیوں کو کالج میں بھیج کر کلرک بنانا تھا۔ آزادی ملی تو انگریز کی جگہ جاگیرداروں، زمینداروں نے لے لی اور متوسط طبقہ انگریزوں کی طرح نوجوانوں کو کالج میں بھیج کر کلرک بنانے لگا ہوا ہے۔ اس بات نے ابھی تک عوام میں رسائی حاصل نہیں کی کہ یورپ کا صنعتی انقلاب یونیورسٹیوں کے تحصیل یافتہ لوگوں کے ساتھ ساتھ ان عوام کے ہاتھوں برپا ہوا ہے۔ جنہوں نے فنی اور ٹیکنیکی میدان میں مہارت حاصل کی۔ ہمارا کاریگر فنی اعتبار سے کسی سے کم نہیں لیکن ان پڑھ ہے۔ اس لئے ملک میں فنی اعتبار سے ایک خلا ہے۔ یہ چند ایسے تعلیم یافتہ نوجوانوں سے پر ہو سکتا ہے جو ان ٹیکنیکی مضامین میں مہارت حاصل کریں اور اپنی فنی قابلیت کا لوہا منوائیں۔

تمام ترقی یافتہ ممالک میں ایک مماثلت ہے کہ وہاں یونیورسٹی/کالج کی تعلیم ایک تو خاصی مہنگی ہے اور دوسرے اس میں رسائی حاصل کرنے کیلئے بنیادی معیار ہے۔ مادی وسائل بھی ہوں تو اگر مطلوبہ تعلیمی معیار پر طالب علم پورا نہیں اترتا تو اسے داخلہ نہیں ملتا۔ لہٰذا ان کے کالج کی تعلیم ہرکس و ناکس کے لئے نہیں ہے۔ اس لئے جو لوگ ذہنی اعتبار سے کمزور ہوں یا ان کے رویئے محنت، استقلال کے متحمل نہیں ہو سکتے وہ چھوٹے چھوٹے کورسز کر کے فنی

طور پر آراستہ ہو کر معاشرے کے نفع مند وجود بن جاتے ہیں۔ وہاں تعلیم میں نقل نہیں ہوتی۔ سفارش نہیں چلتی۔ان کے ادارے کوالٹی پہ کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے۔ ہر کام شفاف اور میرٹ پر ہوتا ہے اس لئے عوام میں بے چینی نہیں پھیلتی۔ ان کے فنی ماہرین کے مشاہرے معقول ہیں اس لئے کوئی کالج جانے کیلئے بے تاب نہیں۔

ملک عزیز میں باقی اداروں کی طرح تعلیم کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔لیکن ہم احمدیوں کو اس گرداب سے نکلنا ہے۔وہ اس سراب میں پھنس کر رہ گئے ہیں ہمارا فلاں عزیز فلاں ملک میں ہے۔خوب کما رہا ہے، یہاں ایم ایس سی کی تھی، وہاں ٹیکسی چلاتا ہے۔اس نے پڑھ کر کیا کیا جو میں نے کرنا ہے۔میں نے تو باہر ہی جانا ہے۔ یہ بیماری تو وبا کی طرح پھیل گئی ہے۔اور اس حقیقت کی طرف ان کی نگاہ ہی نہیں جاتی کہ ہمارے مخالف تو یہی چاہتے ہیں کہ ہم تعلیم کے میدان میں اعلیٰ مقام نہ حاصل کر پائیں۔

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے بارے میں میں نے پڑھا کہ رات کو سونے سے قبل جب دانتوں میں برش کرنے کیلئے واش روم میں جاتے تو واش بیسن کے سامنے والے شیشے میں نظر آنے والی شخصیت سے ایڈریس کر کے دریافت کرتے کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور وہ کیوں نہیں کیا؟ ہم جوان سے محبت کے رنگ میں منسوب ہیں کیا ان کی تقلید میں شیشے میں نظر آنے والی صورت کو مخاطب ہو کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مندرجہ ذیل سوال کر کے دیانتداری سے جواب دے سکتے ہیں؟

کیا آپ نے کالج میں داخلہ لینے کا فیصلہ کیا ہے تو کیا اپنا محاسبہ کیا ہے؟ کیا آپ ذہین ہیں؟ اگر ہیں تو ٹیوشن کیوں پڑھتے ہیں؟ کیا آپ کالج سے واپس آکر 5 گھنٹے روز پڑھ سکتے ہیں؟ کیا آپ اپنے دوستوں کو ’’انکار‘‘ کرنے کی جرأت رکھتے ہیں؟ کیا آپ میں استقلال ہے؟ کیا آپ چھوٹی لیکن فوری خوشی قربان کر سکتے ہیں تا کہ بڑی لیکن بعد میں ملنے والی خوشی حاصل ہو؟ کیا سائنس کے مضامین میں آپ سکول میں 70% سے زائد نمبر حاصل کرتے رہے ہیں؟ اگر ان سب کا جواب ہاں میں ہے تو کالج میں داخلہ لیں ورنہ پولی ٹیکنیک میں جائیں، آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ آپ کے رویئے درست نہیں۔ آپ کا اندرونی علم کم ہے۔نتیجہ آپ کے کام کی پراگرس رک جائے گی۔آپ ٹیوشن تلاش کریں گے۔مزید انحطاط ہوگا۔ داخلہ نہ جائے گا۔ سال ضائع ہو جائے گا۔اور اس کا پھر دوسرا دور شروع ہوگا۔

کیا آپ نے بیرون ملک جانے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ کہاں جانا ہے؟ کینیڈا؟ اگر کر لیا ہے تو اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کی ہیں؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ کینیڈا میں بے ہنر مزدور یا فیکٹری مزدور کو 8-6 ڈالر فی گھنٹہ مزدوری ملتی ہے؟ جبکہ ایک تربیت یافتہ معمار کو 20-17 ڈالر فی گھنٹہ۔ ایک تربیت یافتہ ائرکنڈیشن مکینک کو 18-16۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور کو کم از کم 12 گھنٹے روز کام کرنا ہوتا ہے؟ یہاں سے جانیوالے اکثر نوجوانوں کی شادیاں طلاق پر منتج ہوتی ہیں؟ وہاں کی لڑکی زیادہ کماتی ہے اور یہ خود کم۔ ان کا مرد کے ساتھ زیادہ دیر تک نباہ نہیں ہو سکتا۔لہٰذا اگر جانے کا ارادہ کیا ہے تو پھر کالج میں داخلہ لینے کی بجائے کسی اچھے پولی ٹیکنیک میں داخل ہوں اور انگریزی یا فرنچ میں مہارت حاصل کریں۔

کچھ طلباء ان چھٹیوں میں فزکس، میتھس، کیمسٹری کے پورے کورسز کی ٹیوشن پڑھتے ہیں اور اس کے لئے خاصی معقول رقم خرچ کرتے ہیں۔اس کی دلیل ان کے نزدیک یہ ہوتی ہے کہ ایک تو چھٹیاں مصروف گزر جاتی ہیں۔ دوسرے پڑھانے والے بہت اچھی شہرت کے مالک اور تیسرے یہ کہ جب یہ مضامین کالج میں پڑھائے جائیں گے تو ان کی دہرائی ہو جائے گی اور مضمون کو بہتر سمجھنے کا موقع ملے گا۔ یہ دلیل علم سیکھنے اور سمجھنے کے اصول سے متصادم ہے۔علم سیکھنے کے لئے کوئی محرک چاہیے جتنا موثر محرک اتنا بہتر علم کی سمجھ۔ اس کے بغیر سمجھ نہیں آتا۔اور اگر اسے یاد رکھنے کیلئے کوئی محرک نہ ہو تو وہ یاد نہیں رہتا۔ چونکہ طالب علم کے لاشعور میں ہے کہ یہ سب اس نے بعد میں پڑھنا ہے اس لئے توجہ میں گہرائی نہیں ہوتی اور جب کالج میں پڑھایا جاتا ہے تو شعور میں ہے کہ میں نے پڑھا ہوا ہے۔لہٰذا توجہ میں پھر یکسوئی نہیں ہوتی۔ الٹا لیکچر کے دوران طالب علم تو طالب علم ہوتے ہیں وہ جنہیں خوش فہمی ہے کہ یہ پڑھا ہوا ہے وہ شرارتیں کرنے کی گنجائش تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جو بہت اچھے ہیں اور توجہ دے سکتے ہیں انہیں تو کالج کی تدریس سے بھی فائدہ اٹھا لینا ہے جو اوسط درجہ کے ہیں انہیں بوجوہ نقصان ہوتا ہے۔ رہ گئی بات فارغ وقت کے صرف کرنے کی تو اور بھی بہتر طریقے موجود ہیں۔ چند ذیل میں تحریر ہیں۔

اس ضمن میں سب سے پہلے تو حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ کیلئے اتنی ذہنی استطاعت پیدا کرنا جس سے حضور کی تحریر سمجھ آسکے۔ اس کے لئے ملفوظات سے شروع کریں۔سفر آخری جلد سے پہلی کی طرف چونکہ یہ روزمرہ بولی جانے والی زبان ہے اور حضور کے سامعین میں ہر طرح کے لوگ ہوتے تھے اس لئے عام فہم ہے۔تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کو احساس ہوگا کہ آپ کے علم کا دائرہ تیزی سے وسیع ہو رہا ہے۔حضور کے ارشادات کا پڑھنا ویسے ہی برکت کا موجب ہوتا ہے لیکن علم کی وسعت آپ کو دوسرے علوم کو سمجھنے کیلئے ممد ثابت ہوگی۔

دوسرے خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام کمپیوٹر کے مختلف کورسز کرائے جاتے ہیں۔آجکل تعلیم کے حصول میں کمپیوٹر سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ اس لئے ہر طالب علم کو اس میں دسترس ہونی چاہیے۔یہ درست ہے کہ اس سے کچھ نوجوانوں کا نقصان بھی ہوتا ہے لیکن اس میں قصور تو استعمال کرنے والے کا ہے۔وہ ان علاقوں سے واقفیت حاصل نہ کرے جن سے خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

تیسرے سب طلبا کو علم ہوگا کہ ربوہ میں جماعت کے تمام کالجز میں حصول علم کے طریق میں بنیادی تبدیلی آئی ہے۔قبل ازیں اساتذہ لیکچر دیتے۔ طلباء کی اکثریت ان لیکچرز سے پوری توجہ سے مستفید نہیں ہوتی۔ بہت قلیل تعداد اپنے نوٹس تیار کرنے میں مستعد ہوتی ہیں۔اس مضامین کے خلاصے اور نوٹس بازار سے لیکر امتحان کے قریب سوالات کے جوابات یاد کرنے کی کوشش کرتے۔اور اس سے ان کے نمبر ترتیب پاتے۔ اب یہ یکسر بدل گیا ہے۔ ایسے کورسز آئے ہیں جن کے نوٹس بازار میں نہیں ملیں گے۔اس کے علاوہ پرانی طرز کے سوالات بھی نہ ہوں گے۔سوال ٹیکسٹ بک میں سے نہ ہوں گے۔نصاب کے مطابق ہوں گے۔مثلاً پیراگراف میں دئے گئے سوالات کے جواب تلاش کریں اور اپنے الفاظ میں انگریزی میں لکھیں۔ہمیں تو عادت ہے رٹے رٹائے فقرے بلکہ پورا انشائیہ یاد کر کے لکھنے کی۔خود سے لکھنا تو ہم نے سیکھا ہی نہیں۔لیکن اس کے بغیر کالج میں تعلیم حاصل کرنا ممکن نہ ہوگا اس لئے پڑھنے، سمجھنے، استعمال کرنے کی مشق کے بغیر چارہ نہیں یہ کام لگتا ہے مشکل ہوگا لیکن دعاؤں کے ساتھ ایک دفعہ احمدی نوجوان عزم کر کے شروع کرے تو اللہ تعالیٰ مدد دے گا۔ اس مشق میں یاد رکھیں کوئی بھی زبان سیکھنے کے لئے اسی ترتیب سے ’’سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا‘‘ ضروری ہے۔ بی بی سی سنیں۔ نئے الفاظ بولیں۔ انگریزی کا اخبار پڑھیں۔ ایڈیٹوریل کا گہرا مطالعہ کریں اور پھر اپنے الفاظ میں اس کی سمری لکھیں۔ضمناً تحدیث نعمت کے مطابق حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے دسویں کے امتحان کے بعد ٹریبون اخبار کے ہر روز ایڈیٹوریل کو پڑھ کر اس کی سمری لکھنے کی مشق کی اور کامیاب ہوئے۔

نوجوان اردو میڈیم سے آتے ہیں وہ انگلش فار پاکستان سکولز کی سیریز کی ابتدائی تین کتب اور ان کی ورک بک۔ ہر ماہ میں ایک کے حساب سے مکمل کریں۔ انگریزی کی کمی انشاء اللہ دور ہو جائے گی۔جن کا میتھس کمزور ہے ءاور ایسے مضامین لئے ہیں جن میں میتھس ہے وہ COUNT DOWN سیریز کی کتب 10, 9, 8 ان ماہ میں مکمل کریں۔اس میں گر یہ ہے کہ ان مضامین میں اپنی بنیاد مضبوط کریں۔ عمارت مضبوط بنیادوں پہ کھڑی کریں۔ فرسٹ ائیر کا کورس پڑھنے سے فائدے کی بجائے نقصان ہوگا۔اس ضمن میں ایک دلیل پہلے دی جا چکی ہے دوسرے آپ کے مفہوم درست نہ ہوں گے تو آئندہ سمجھ نہ آئے گی۔ ’’یاد کرنے‘‘ کا زمانہ پیچھے رہ گیا۔ اب وقت آگیا ہے علم حاصل کرنا کافی نہیں علم کو سمجھ کے استعمال کرنے کا طریق حاصل کرنا ہے۔

حرف آخر کے طور پر مشورہ ہے کہ اگر میٹرک کے امتحان میں 60% سے کم نمبر آئیں یا حساب میں 40% سے نمبر کم ہوں تو آپ کے لئے بہتر ہوگا کہ کسی پولی ٹیکنیک ادارے میں داخلہ لیں۔ اگر کالج جانا از بس ضروری ہو تو سائنس مضامین نہ رکھیں۔علم میں کمال عطا کرنے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے کم تر پروفیشن اختیار کرنے پر مطمئن نہ ہوں۔کالج میں داخل ہونے سے پہلے انگریزی اور حساب میں اپنی کمزوری دور کریں اور جب فیصلہ کر لیں تو حضرت صاحب کو دعا کے لئے لکھیں۔خدا تعالیٰ آپ کا ممد و معاون ہو۔

بقیہ صفحہ 5

ہیں۔ہمیں ان سب مشکلات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے کوئی ایسا راہ نکالنا ہے جو آئندہ اسلام کی تقویت کا موجب ہو اور ہمیں اس وقت اپنے ذہنوں کو دوسری چھوٹی سیاسی باتوں میں پھنسا کر مشوش نہیں کرنا چاہیے۔فلسطین کا معاملہ ایک الٰہی تدبیر کا نتیجہ ہے اور قرآن کریم، احادیث اور بائبل میں ان تازہ پیدا ہونے والے واقعات کی خبریں پہلے سے موجود ہیں۔‘‘

(الفضل 11 دسمبر 1947ء صفحہ 3 تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 333)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جون 2011ء بوقت 12:00 بجے دوپہر بمقام بیت فضل لندن درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم ظفر محمود صاحب

مکرم ظفر محمود صاحب ابن مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ مورخہ 29 مئی 2011ء کو طویل علالت کے بعد 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے جلنگھم جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انگلش ٹرانسلیشن کے انچارج بھی رہے۔ انتہائی مخلص باوفا اور سلسلہ کی خدمت کرنے والے نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم محمد بشیر الدین صاحب

مکرم محمد بشیر الدین صاحب ابن مکرم محمد عبدالرحیم صاحب مرحوم آف رائے چوری، ساؤتھ ایسٹ، لندن مورخہ 28 مئی 2011ء کو بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔ آپ کو دو سال قبل پیٹ کا کینسر ہوا۔ بیماری کے اس عرصہ کو بڑے صبر وشکر کے ساتھ گزارا۔ آپ نے ساؤتھ ایسٹ لندن جماعت میں زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالرشید صاحب حیدر آبادی صدر جماعت نارتھ لندن و آفس انچارج ایم ٹی اے انٹرنیشنل لندن کے بڑے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ سیدہ امۃ السلام طاہر صاحبہ

مکرمہ سیدہ امۃ السلام طاہر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری منصور احمد مبشر صاحب بنگالی مرحوم ربوہ گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ آپ چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی پرائیویٹ سیکرٹری حضرت مصلح موعود و ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی سب سے بڑی بہو اور مکرم زاہد محمود صاحب مربی سلسلہ کی خوش دامن تھیں۔ نمازوں کی پابند، دعاگو، چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی بہت بااخلاق خاتون تھیں۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق مثالی تھا۔ اپنی زندگی میں خاوند اور ایک بیٹے اور بیٹی کی وفات کا صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔

مکرم ملک احمد دین صاحب

مکرم ملک احمد دین صاحب لودھراں مورخہ 10 مئی 2011ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے لودھراں جماعت میں سیکرٹری امور عامہ، قاضی اور صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ باوفا، سلسلہ کا درد رکھنے والے اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ آپ پر 298-C کا مقدمہ بھی قائم کیا گیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم حافظ مبشر احمد منصور صاحب مدرسۃ الحفظ ربوہ میں استاد ہیں اور ایک بیٹے مکرم ملک منور احمد صاحب قمر مربی سلسلہ رحیم یار خان میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

مکرم عمر عمار اورفلی صاحب

مکرم عمر عمار اورفلی صاحب آف سیریا مورخہ 16 مئی 2011ء کو سانپ کے ڈسنے سے وفات پا گئے۔ آپ بہت مخلص احمدی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ جماعتی جلسوں اور پروگراموں میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتے اور خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ گزشتہ ایک سال سے فوج میں ملازم تھے اور بہت ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ وفات کے وقت آپ کے ساتھیوں کی کافی تعداد موجود تھی جنہوں نے آپ کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیا۔

مکرم چوہدری محمد دین مجاہد صاحب

مکرم چوہدری محمد دین مجاہد صاحب آف دارالصدر شمالی ربوہ مورخہ 2 مئی 2011ء کو وفات پاگئے۔ آپ نے نائب مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے علاوہ مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ نہایت مخلص، نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعاگو اور صاحب رؤیا وکشوف بزرگ تھے۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ خدمت خلق، دعوت الی اللہ اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور سات بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم محمد مستقیم صاحب

مکرم محمد مستقیم صاحب آف جرمنی مورخہ 23/اپریل 2011ء کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ آپ کا تعلق ہندوستان کے صوبہ بہار سے تھا۔ انتہائی نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے جماعت جرمنی میں ناظم دارالقضاء کے علاوہ مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پائی۔

مکرم شیخ مقصود احمد صاحب

مکرم شیخ مقصود احمد صاحب آف گوجرانوالہ مورخہ 23 فروری 2011ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نماز باجماعت کے پابند بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور خدمت خلق کے لئے بھی ہمیشہ مستعد رہتے۔ بڑے ملنسار اور خوش اخلاق طبیعت کے مالک تھے۔

مکرمہ الفت بی بی صاحبہ

مکرمہ الفت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری علی محمد صاحب مرحوم دارالعلوم شرقی ربوہ مورخہ 12/ مارچ 2011ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وفات پاگئیں۔ آپ نمازوں کی پابند، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ بڑی باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ از صفحہ 2۔ صبر کی سائنسی وطبی حکمتیں

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”منجملہ انسان کے طبعی امور کے ایک صبر ہے جو اس کو ان مصیبتوں اور بیماریوں اور دکھوں پر کرنا پڑتا ہے جو اس پر ہمیشہ پڑتے رہتے ہیں اور انسان بہت سے سیاپے اور جزع فزع کے بعد صبر اختیار کرتا ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ خدا کی پاک کتاب کے رو سے وہ صبر اخلاق میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ایک حالت ہے۔ جو تھک جانے کے بعد ضرورتاً ظاہر ہو جاتی ہے یعنی انسان کی طبعی حالتوں میں سے بھی ایک حالت ہے کہ وہ مصیبت کے ظاہر ہونے کے وقت پہلے روتا چیختا سر پیٹتا ہے۔ آخر بہت سا بخار نکال کر جوش تھم جاتا ہے۔ اور انتہا تک پہنچ کر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ پس یہ دونوں حرکتیں طبعی حالتیں ہیں ان کو خلق سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق خلق یہ ہے کہ جب کوئی چیز اپنے ہاتھ سے جاتی رہے تو اس چیز کو خدا تعالیٰ کی امانت سمجھ کر کوئی شکایت منہ پر نہ لاوے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 361، 362)

یہ موضوع بھی ماہرین نفسیات میں زیر بحث رہا ہے۔ ایک طبقہ کا کہنا تھا کہ بعض صدمات مثلاً کسی عزیز ترین ہستی کی بظاہر بے وقت موت ایسا صدمہ ہوتا ہے جو انسانی ذہن پر مستقل اثر چھوڑتا ہے، اس لئے ان کو نفسیاتی علاج کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اس حالت سے باہر آسکیں اور دوسرے طبقہ کا کہنا تھا کہ انسان رفتہ رفتہ شدید ترین صدمات کو بھی خود ہی فراموش کر دیتا ہے۔ بہت سے بڑے حادثات کے مواقع پر ماہرین نفسیات نے ایک منظّم انداز میں مرنے والوں کے لواحقین کے ساتھ نشست کر کے ان کو اس سانحہ سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار کیا۔ لیکن بعد میں جمع ہونے والے اعداد وشمار نے یہ ظاہر کیا کہ مجموعی طور پر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بعض لوگوں میں ان نشستوں کے نتیجہ میں اور بھی غیر محفوظ ہونے کا احساس پیدا ہو گیا۔ چنانچہ 2004ء کی سونامی (Psunami) کے بعد WHO نے اس قسم کی نشستوں کے خلاف وارننگ دی تھی۔ اب سائنسدانوں کا یہی رجحان ہو رہا ہے کہ انسان کے اندر موجود صلاحیتوں کو ہی اجاگر ہونے کا موقع دیا جائے تو بہتر ہو گا۔ نوے فیصد سے اوپر لوگ بڑے سانحوں کے ایک عرصہ کے بعد سنبھل ہی جاتے ہیں۔ لیکن اصل صبر تو وہی ہے جو کہ انسان صدمہ کی ابتدا میں دکھاتا ہے۔

(Gary Stix. The Neuroscience of true Grit. Scietific American March 2011.p29-333)

درخواست دعا

محترم وقاص احمد صاحب وڑائچ قائد مجلس 11 فورڈ ضلع بہاولنگر کے بازو کی ہڈی کلائی کے قریب سے ٹوٹ گئی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم ناصر احمد صاحب سابق کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کا معدہ خراب ہے نیز سینہ میں درد ہوتا رہتا ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

شربت فرحت افزاء
لال شربتوں میں بہترین مسکن ومفرح شربت
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

مستحق طلباء کی امداد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

''اگر ہم اپنی غفلت کے نتیجہ میں اچھے دماغوں کو ضائع کر دیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پس جو طلبہ ہونہار اور ذہین ہیں ان کو بچپن سے ہی اپنی نگرانی میں لے لینا چاہئے اور انہیں کامیاب انجام تک پہنچانا جماعت کا فرض ہے۔''
(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 85)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''اگر کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں مجھے بتائیں انشاء اللہ کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے۔''
(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 145)

اسی طرح آپ نے مزید فرمایا۔

''طلبہ کی امداد کا ایک فنڈ ہے۔ تعلیم بھی بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ اگر طلبہ اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلبہ کی مدد ہو سکتی ہے۔ اگر ہر طالب علم سال میں دس پندرہ پاؤنڈ ہی دے تو غریب ملکوں میں ایک طالب علم کے سال بھر کی کاپیوں کتابوں کا خرچ پورا ہو سکتا ہے۔''
(الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2007ء)

پس آیئے خلفاء کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہم بھی اس کار خیر میں کچھ حصہ ڈالیں۔ جماعت میں بہت سے ایسے افراد جو غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کی پڑھائی کے اخراجات نہ اٹھا سکتے ہیں ایسے مستحق اور غریب طلبہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ایک شعبہ ''امداد طلبہ'' کے نام سے قائم ہے۔ اس کے ذریعہ یکم جولائی 2009ء سے جون 2010ء تک 6 ہزار 485 طلباء و طالبات کو وظائف اور 338 طلباء و طالبات کو کتب مہیا کی گئیں۔

یہ شعبہ مخیّر احباب کی طرف سے ملنے والے عطیات اور مالی معاونت سے ہی چل رہا ہے۔ اس شعبہ کے تحت سینکڑوں طلباء و طالبات اپنی تعلیم جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ رقوم درج ذیل صورتوں میں خرچ کی جاتی ہیں۔

1۔ سالانہ داخلہ جات 2۔ ماہوار ٹیوشن فیس
3۔ درسی کتب کی فراہمی 4۔ فوٹو کاپی مقالہ جات
5۔ دیگر تعلیمی ضروریات

پاکستان میں فی طالب علم اوسطاً سالانہ اخراجات اس طرح سے ہیں۔

1۔ پرائمری و سیکنڈری: 8 سے 10 ہزار روپے تک سالانہ
2۔ کالج لیول: 24 سے 36 ہزار روپے تک سالانہ
3۔ بی ایس سی۔ ایم ایس سی و دیگر پروفیشنل ادارہ جات: ایک سے 3 لاکھ روپے تک سالانہ

سینکڑوں طلبہ جن کو اس شعبہ کے تحت امداد فراہم کی جاتی ہے لیکن اس وقت اس شعبہ پر بے انتہا مالی بوجھ ہے۔ جس کیلئے عطیات کی فوری ضرورت ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی موثر رنگ میں تحریک فرماویں کہ اس شعبہ کیلئے دل کھول کر حصہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص میں بے انتہا برکت ڈالے۔ آمین

یہ عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ کی مد ''امداد طلبہ'' میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔

PH:0092 47 6212473
Mob:0092 332 7079462
0092 333 6707153
E-Mail:ntaleem@gmail.com
URL:www.nazarattaleem.org

(نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم)

الرحمن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائٹر: رانا حبیب الرحمن فون دفتر: 6214209
Skype id:alreheman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

ولادت

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری بیٹی مکرمہ مظفرہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم ضیاء الحق ذکی کوثر صاحب ہیوسٹن امریکہ کو 4 جون 2011ء کو دو بیٹیوں کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت معاذ ارقم کوثر نام منظور فرمایا ہے۔ نومولود برادرم مکرم مولانا انعام الحق کوثر صاحب مربی سلسلہ امریکہ کا پہلا پوتا اور خاکسار کا پہلا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عمر والا، نیک، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ضرورت چوکیدار و خادم بیت الذکر

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب صدر محلہ دارالبرکات ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

محلہ دارالبرکات ربوہ کے لئے مندرجہ ذیل 2 آسامیاں پُر کرنے کی خاطر مورخہ 20 جون تک درخواستیں مطلوب ہیں۔

1۔ لائسنس ہولڈر چوکیدار
2۔ خادم بیت الذکر

عمر چالیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ صدر صاحب کی تصدیق درخواست پر لازماً ہونی چاہئے۔ تنخواہ بالمشافہ طے ہوگی۔

برائے رابطہ موبائل نمبر 0333-9494244

درخواست دعا

مکرم چوہدری محمد رمضان صاحب ویزبادن جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد مکرم چوہدری سردار محمد جٹ صاحب گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد بیمار ہیں۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں۔ خوراک نہیں لے سکتے۔ ڈرپس وغیرہ لگائی گئی ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

ربوہ میں طلوع و غروب 13 جون

طلوع فجر	3:32
طلوع آفتاب	5:00
زوال آفتاب	12:08
غروب آفتاب	7:16

اکسیر بلڈ پریشر
ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

ہر علاج ناکام ہو تو ہولزمک ہومیو پیتھی
سے شفا ممکن ہے۔ علاج/تعلیم/جاب/تعارف کے لئے
بانی ہومیو پیتھک ڈاکٹر سجاد
0334-6372030
047-6214226

ہر فرد۔ ہر عمر۔ ہر پیچیدگی کا فطری علاج
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔ اے
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گلی عامر کلر لیب 0344-7801578

ستار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

FD-10

AHMAD MONEY CHANGER
We Deal in All Foreign Currencies
You are always Welcome to:
PREMIER EXCHANGE CO.'B' PVT. LTD. State Bank Licence No.11
Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh
Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore
Tell: 35757230,35713728,35752796,35713421,35750480
Fax: 35760222 E-mail: amcgul@yahoo.com

HAROON'S
Islambad Pndi Lahore